بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محدث
دھلی

جلد ۵ | ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۷ء مطابق رجب المرجب سنہ ۱۳۵۶ھ | نمبر ۶

مائیں اور تعلیمِ اولاد

شاید اس سے زیادہ واضح حقیقت دنیا میں اور کوئی نہ ہوگی، کہ انسانی زندگی کا سب سے پہلا گہوارہ، اس کی ب دباش کا سب سے پہلا گھر، راحت وچین کی سب سے پہلی منزل، اصلاح و تربیت کا سب سے پہلا مدرسہ، اس کی ماں کی گ ہے۔ دنیا میں قدم رکھتے ہی انسان کو سب سے پہلا سابقہ اپنی ماں سے پڑتا ہے۔ وہی اس کی دائی اور رکھوالی ہے۔ دہ اس کی استاد اور معلمہ ہے۔ وہی اپنی لیاقت اور حسن تربیت سے اس غنچۂ ناشگفتہ کو اس طرح بنا سکتی ہے کہ جو کبھی کھلکر ہنستے ہوئے پھول کی طرح گلزار عالم کی رونق کو دوبالا کردے۔ اور وہی اپنی بدسلیقگی اور جہالت سے اس بن چٹکی ہوئی کلی ک اس لائق بنا سکتی ہے کہ کھلنے کے بعد اس کی نازک و خوبصورت پنکھڑیاں، بدکرداری و بدعملی کی مسموم ہواؤں سے پامال ہو مرجھا جائیں، وہی اپنی زیرکی اور دانائی سے اس بدلی میں چھپے ہوئے سورج، راکھ میں دبے ہوئے شرارے، نلفے میں رکھ ہوئے مشک، سیپ میں بند کئے ہوئے موتی کی حفاظت وصیانت، نگرانی ونگہداشت، تعلیم و تربیت کا فرض اس طرح انجام دے سکتی ہے کہ جس کی بنا پر یہ اپنی آئندہ زندگی میں رشد وہدایت کی ضیا پاشیوں، شر و فساد کی خرمن سوزیوں امن و صلاح کی عطر بیزیوں، خزینۂ علم وفن کی قدر افزائیوں سے ایک نیا عالم پیدا کردے۔ اور وہی اپنی نادانیوں اور غفلت کیشیوں سے اس نونہال کو اس رستے پر لگا سکتی ہے، اور وہ ڈھنگ بتا سکتی ہے کہ پروان چڑھنے کے بعد اس کی فتنہ سامانیوں اور فساد انگیزیوں سے کائنات کا ذرہ ذرہ چیخ اٹھے۔

لیکن یہ کسقدر افسوسناک امر ہے کہ یہ حقیقت جتنی ہی زیادہ واضح ، اور یہ معاملہ جتنا ہی زیادہ اہم تھا ہم اتنا ہی اس سے غافل اور سہل انگار رہیں۔ ہم نے عورتوں کو یا تو جہالت وحماقت کے اس غار میں دھکیل دیا ہے جس میں پہنچکر تہذیب وتمدن، اخلاق وشایستگی کا تصور بھی ان کے لئے ممکن نہیں۔ وہ جانتی ہی نہیں کہ تعلیم وتربیت کس بلا کا نام ہے؟ بچوں کو با اخلاق و باتہذیب بنانے کا فرض کس طرح انجام دیا جاسکتا ہے؟ ان کی فکر وہمت کی معراج تو بس یہ ہے کہ بچے کے عقیقے اور ختنے کی رسم نہایت دھوم دھام سے ادا کی جائے۔ اس کے بدن پر خوبصورت اور چمکیلے کپڑے ہوں۔ اس کے کھیلنے اور بہلنے کے لئے ہر قسم کے کھلونے ہوں۔ وہ جس چیز کے لئے بھی ضد کرے اس کا مہیا ہونا ضروری ہے۔ ابھی پندرہ بیس روز کے بعد شب برات آنے والی ہے، جس میں کتنی مائیں ہیں جو آتش بازی اور حلوے کا سامان خریدنے کیلئے بالوں سے لڑیں گی۔ انھیں اس کی پرواہ نہیں ہے کہ ہم اپنے میاں کی گاڑھی کمائی ان گناہوں میں خرچ کرکے کیوں اللہ کی نافرمان بن رہی ہیں۔ شوہر مفلس ومحتاج ہو غریب و بے سروسامان ہو لیکن وہ ہمیشہ یہی خواب دیکھتی ہیں کہ میرے "ننھے" کی شادی اس شان سے رچائی جائے کہ دنیا محو حیرت ہو جائے۔ اس کے لئے سودی قرض لیکر گھر بار بھی بیچنا پڑے تو پرواہ نہیں۔ بیٹا کتنا ہی نالائق اور بدچلن ہو لیکن اس کی سرزنش وتنبیہ ان جاہل ماؤں کو گراں گذرتی ہے۔ پڑھنے لکھنے کی بدشوقی اور لاپرواہی پر اگر استاد نے کبھی دو چار بیت رسید کردیئے تو پھر "لاڈلے" کی پیٹھ کھول کھولکر باپ کو دکھلائیں گی، چلا چلا کر آسمان سر پر اٹھالیں گی۔ اور باپ سے صاف صاف کہدیں گی کہ مجھے اپنے بچے کو جاہل رکھنا منظور ہے لیکن ان "قصائیوں" کے ہاتھوں میں دینا گوارا نہیں۔ اب اندازہ کیجئے کہ بچے کی معصوم فطرت پر ماں کی اس جہالت آمیز محبت وہمدردی کا کیا اثر پڑے گا؟

یا ہم نے ان عورتوں کو یورپ کی موجودہ عریاں تہذیب کا اس طرح دلدادہ بنا دیا ہے کہ وہ گھر کی زینت بننے کے بجائے، محفل کی آرائش ہوکر جلوہ نمائی کر رہی ہیں۔ وہ مغرب کی فیشن پرستیوں میں مست ہوکر تہذیب وتمدن کے اس کوٹھے پر جا بیٹھیں، تنوّرا ور روشن خیالی کے اُس چورا ہے پر آکر کھڑی ہوگئیں کہ جہاں سے عفت وعصمت اپنی نگاہیں نیچی کرکے تہذیب و حیا اپنا دامن بچا کر ان سے دور ہٹ گئی۔ انھیں نہ اسلامی تعلیمات سے غرض، اور نہ قرآنی ہدایات کی خبر، وہ اسلام کی روشنی میں نہ اپنی اصلاح چاہتی ہیں، اور نہ اپنے بچوں کی قسمت سے اگر دولت ہاتھ آگئی ہے تو ان کا منتہائے کمال بس یہ ہے کہ اسے لندن اور پیرس کی عیش پرستیوں، سینماؤں اور تھیٹروں کی بے حیائیوں کی نذر کردیا جائے۔ یا اپنے بچوں کو جرمن اور آکسفورڈ کی یونیورسٹیوں کا طواف کرایا جائے کہ جہاں پہنچکر وہ نہ صرف اپنے مذہب اور اپنی معاشرت کو، بلکہ اپنی قومیت اور وطنیت کو بھی ہمیشہ کے لئے دفن کر آتے ہیں +

پس اس چودہویں صدی میں جبکہ ایک طرف جہالت کی انتہائی ظلمت وتیرگی، اور دوسری طرف حد سے بڑھی ہوئی

روشنی اور آزادی، بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت سے ماؤں کی غفلت کا باعث ہو رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ زمانۂ سلف کی مقدس خواتین کی علم دوستی کی چند ایسی مثالیں آپ کے سامنے پیش کروں کہ جن سے آپ اندازہ لگا سکیں کہ ہماری اُن ماؤں اور بہنوں کو اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا کتنا خیال تھا۔ وہ اپنے شوہروں کی دولت بچوں کے عقیقے اور ختنے شادی بیاہ کی فضول رسموں میں تباہ کر دینا کمال سمجھتی تھیں، یا انھیں علم و فضل کا چاند و سورج بنا کر دونوں جہان کی بہبودی و سرخروئی حاصل کرنے کا شوق رکھتی تھیں +

حضرت امام ربیعۃ الرائے رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ کے ایک بہت بڑے فاضل، زبردست فقیہہ اور نامور محدث گذرے ہیں ان کے حالات میں لکھا ہے کہ ان کے والد (جن کا نام فروخ تھا) ایک دولتمند سپاہی تھے۔ خلافت بنی امیہ کے زمانے میں وہ لشکر میں ملازم تھے۔ جس زمانے میں امام ربیعہؒ اپنی والدہ کے پیٹ میں تھے، دمشق کے خلیفہ نے ایک فوج خراسان کی طرف روانہ کی۔ اور اس میں فروخ کو بھی جانا پڑا۔ فروخ اپنی بیوی کو تیس ہزار اشرفیوں کی ایک تھیلی دیکر اور حمل کی حالت میں چھوڑ کر مہم پر روانہ ہو گئے اتفاق کی بات ہے کہ جنگوں کا سلسلہ ایسا شروع ہوا، اور فتوحات اسلامی کا سیلاب اس طرح بہتا رہا کہ فروخ کو ستائیس برس تک وطن آنے کی مہلت نہ ملی۔ ستائیس سال کے بعد اس شان سے واپس آئے کہ گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہیں، ہاتھ میں نیزہ ہے، کمر میں تلوار ہے۔ سیدھے اپنے گھر پر پہنچے، اور نیزے کی انی سے دروازہ کھٹ کھٹایا۔ ربیعہ نے آکر دروازہ کھولا، اگرچہ باپ بیٹے نے ایک دوسرے کو نہیں پہچانا، لیکن گھر اپنا تھا اس لئے فروخ بے کھٹکے گھر میں داخل ہونے لگے تو ربیعہ نے للکار کہا کہ او دشمن خدا! پرائے گھر میں اس طرح کیوں گھسا پڑتا ہے؟ فروخ جو ایک سپاہی منش آدمی تھے، سنکر طیش میں آگئے اور ڈپٹ کر کہا یَا عَدُوَّ اللہِ اَنْتَ دَخَلْتَ عَلٰی حَرَمِی اے اللہ کے دشمن تجھے میرے حرم سرا میں داخل ہونے کا کیا کام؟ جب باپ بیٹے کی لڑائی طول پکڑنے لگی تو محلے کے لوگ بھی جمع ہو گئے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو بھی (جو ربیعہ کے شاگرد ہیں) اس جھگڑے کی خبر پہنچی۔ استاد کا معاملہ سمجھکر آئے اور فروخ کو نہ پہچاننے کی وجہ سے یہی مشورہ دیا کہ بڑے میاں آپ کسی اور مکان میں ٹھہر جائیں ہم انتظام کر دیتے ہیں۔ فروخ نے تعجب سے کہا کہ جناب! میرا نام فروخ ہے۔ میں مدینہ منورہ ہی کا باشندہ ہوں اور یہ گھر میرا ہے۔ ربیعہؒ کی والدہ نے نام سنکر فروخ کو پہچان لیا۔ اور کہا کہ ہاں یہ تو میرے شوہر اور ربیعہؒ کے باپ ہیں۔ اب تو باپ بیٹے گلے ملکر خوب روئے، جوش محبت کی حرارت جب رونے سے کم ہوئی تو دونوں اندر داخل ہوئے۔ فروخ کو جب اطمینان و سکون ہو چکا تو اپنی تیس ہزار اشرفیاں یاد آئیں۔ اور بیوی سے ان کا مطالبہ کیا۔ سمجھدار بیوی نے کہا گھبرائیے نہیں، وہ نہایت حفاظت سے رکھی ہیں۔ اس عرصے میں حضرت ربیعہؒ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں جہاں شاگردوں کا ہجوم ان کا منتظر تھا، درس دینے کیلئے تشریف لے گئے۔ اور مدینہ منورہ کے بڑے بڑے عالموں اور مشہور فاضلوں کے حلقے میں جنھیں حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام حسن بصریؒ جیسے بزرگ بھی تھے بیٹھکر درس میں مشغول ہو گئے۔ ادھر فروخ کی نیک بیوی نے شوہر سے کہا کہ مسجد

ہوئی ہیں تشریف لیجاکر نماز پڑھ آئیے۔ فروخ مسجد میں آئے تو یہ منظر کہ ایک بزرگ بیچ میں بیٹھے ہوئے ہیں اور شاگردوں کا ایک جم غفیر ان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ان کے علمی فیوض سے مستفیض ہو رہا ہے شوق وحیرت سے دیر تک دیکھتے رہے امام ربیعہ کے سر پر اس وقت ایک لمبی سی ٹوپی تھی اور انھوں نے قصداً اپنا سر جھکا لیا اس لئے باپ کو بیٹے کے پہچاننے میں ایک مرتبہ پھر دقت ہوئی آخر نہ رہا گیا اور آگے بڑھکر مجمع سے پوچھتے ہیں کہ "یہ کون بزرگ ہیں"؟ لوگوں نے کہا هٰذا ربيعة ابن ابي عبد الرحمٰن یہ ابوعبدالرحمٰن (فروخ) کے صاحبزادے امام ربیعہؒ ہیں۔ فروخ کی اس وقت کی دلی کیفیت کا اندازہ بجز خدائے عالم الغیب کے کون کرسکتا ہے۔ وہ فرط مسرت سے بے خود ہوکر بے ساختہ بول اٹھتے ہیں لَقَدْ رَفَعَ اللهُ ابني اللہ نے میرے بیٹے کو بہت بڑا درجہ عطا کیا۔ جب اسی دلی مسرت وبہجت کے ساتھ گھر لوٹ کر آتے ہیں تو بیوی سے فرماتے ہیں لَقَدْ رَأَيْتُ وَلَدَكِ عَلٰى حَالَةٍ مَا رَأَيْتُ اَحَدًا من اهل العلم وَالفِقْهِ عَلَيْهَا۔ (باوجود ستائیس سال تک بڑے بڑے ملکوں میں پھرنے کے بھی) میں نے آجتک اس شان کا عالم وفقیہ نہیں پایا جیسا کہ تمہارے بیٹے (ربیعہ) کو دیکھا زیرک بیوی نے فوراً کہا کہ اچھا تو اب فرمایئے کہ وہ تیس ہزار اشرفیاں آپ کو زیادہ محبوب ہیں یا بیٹے کی یہ اعلیٰ شان؟ عقلمند باپ نے کہا لَا وَاللهِ بَلْ هٰذَا والله! (اشرفیاں تو اس کے مقابلے میں ٹھیکری کی حیثیت بھی نہیں رکھتیں) مجھے تو یہی شان زیادہ پسند اور یہی عظمت زیادہ محبوب ہے۔ پھر تو بیوی نے حقیقت حال صاف صاف کہدیا کہ اَنْفَقْتُ الْمَالَ كُلَّهٗ عَلَيْهِ میں نے آپ کی کل اشرفیاں اور سارا مال اسی تعلیم پر خرچ کردیا۔ فروخ نے اپنی سعادتمند بیوی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے پرجوش لہجے میں کہا وَاللهِ مَا ضَيَّعْتِهِ خدا کی قسم تو نے میرا مال ضائع نہیں کیا (ابن خلکان ج ۱ ص ۱۸۳)

دوستو! حضرت امام ربیعہؒ کی والدہ محترمہ کا یہ کارنامہ ایک طرف رکھو کہ باپ کی غیر موجودگی میں، محض اپنی نگرانی ونگہداشت میں رکھکر بیٹے کو کتنے بلند درجے پر پہنچا دیا۔ اور دوسری طرف اس زمانے کی ماؤں کو سامنے رکھکر ذرا تصور تو کرو کہ اگر کسی نیک بخت بی بی کو تیس ہزار اشرفیاں اور ایک بچہ دیدیا جائے تو پھر یہ اسے کس طرح برباد کرینگی اور اس بلند اقبال صاحبزادے کے اخلاق کہاں سے کہاں پہنچیں گے؟ کاش مسلمان عورتیں اس واقعہ سے عبرت حاصل کریں اور بچوں کی تعلیم وتربیت کے متعلق اپنے فرائض پہچانیں۔

مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی کیلئے ایک مدرس کی ضرورت

ایک ایسے با استعداد ذی لیاقت اور محنتی مدرس کی ضرورت ہے جو درس نظامیہ کی تمام کتابیں بآسانی پڑھانے پر اچھی طرح قدرت رکھتے ہوں۔ اور کہیں مدرس رہ بھی چکے ہوں۔ بہتر ہو کہ امیدوار حضرات اپنی درخواست بھیجنے سے پہلے ہمارے مدرسہ کا مجوزہ نصاب منگا کر ملاحظہ فرمالیں + تنخواہ وغیرہ کے متعلق بذریعہ خط وکتابت طے کریں۔

ناظم و مہتمم مدرسہ رحمانیہ دہلی